تخريج حديث (اللهم بارك لنا في رجب وشعبان ، وبلغنا رمضان)

اولا: اسانيد الروايه

اس حدیث کا مدار زائدہ بن ابی الرقاد پر ہے، اس سے متعدد راویوں نے روایت کی ہے،ان میں سے : قَواریریٰ ، مُقَدّمي، عبد السلام الجِنّي ، أحمد بن مالك القُشيري ہیں۔

الطريق الأولىٰ : عُبَيد الله بن عُمر القَوَاريري عن زائدة

تخريجها : أخرجها من هذه الطريق :

عبد الله بن أحمد في "زوائد المسند" برقم (٢٣٤٦)

وابن أبي الدنيا في جزء "فضائل رمضان" (ص: ٢٣)

وابن السُّني في "عمل اليوم والليلة" برقم (٦٥٩)

والخلال في "فضائل رجب" (ص: ٤٥)

والبيهقي في كتبه الثلاثة " شعب الإيمان"(٥/ ٣٤٨) و"الدعوات الكبير"(٢/ ١٤٢) و"فضائل الأوقات" (ص: ١٠٤) وغيرهم .

الطريق الثانية: محمد بن أبي بكر المُقَدَّمي عن زائدة

تخريجها : أخرجها من هذه الطريق :

الطبراني في "الدعاء"(ص: ٢٨٤)

وأبو نعيم في "حلية الأولياء " (٦/ ٢٦٩) .

الطريق الثالثة : عبد السلام بن عُمر الجِنّي عن زائدة

تخريجها : أخرجها من هذه الطريق :

الطبراني في "المعجم الأوسط" (٤/ ١٨٩) برقم ٣٩٣٩ .

فائدة : الجِنِّي بكسر الجيم والنون المشددة ، ضبط هذه النسبة ابن ماكولا في "الإكمال" ٢/ ٢٣١ والسمعاني في "الأنساب" ٣/ ٣٦٠. وتحرفت في بعض الكتب إلىٰ : الجنبي ، الخشني ، الحسني ...الخ

الطريق الرابعة : أحمد بن مالك القُشَيري عن زائدة

تخريجها : أخرجها من هذه الطريق :

البزار في "البحر الزخار" (١٣/ ١١٧) .

ثانیا: الفاظ الروایہ

مذکورہ تمام راوی اس حدیث کو : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّىٰ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ : « اللهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ » کے الفاظ سے نقل کرنے میں متفق ہیں۔

سوائے عبد اللہ بن احمد کے، انہوں نے زوائد المسند میں دوسرے جملے کو بلفظ « وبارك لنا في رمضان » نقل کیا ہے۔

اسی طرح بعض روایتوں میں اس روایت کے اخیر میں جمعہ کے دن کی فضیلت بھی وارد ہے، بلفظ « وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ، وَيَوْمَهَا يَوْمٌ أَزْهَرُ » کما فی زوائد المسند و عمل الیوم واللیلہ والدعوات الکبیر و مسند البزار ۔

ثالثا: حکم الروایہ

یہ روایت بہت زیادہ ضعیف ہے، اور اس کا ثبوت بھی مجروح ہے، سند میں دو راوی ضعیف ہیں، اور اس سلسلہ میں دو اصول بھی ذکر کرتے ہیں، اجمال کی تفصیل یہ ہے:

الکلام علی زائدہ بن ابی الرقاد:

زائدہ بن ابی الرقاد، کنیت ابو معاذ، قبیلہ باہلہ کے، اور عراق میں بصرہ کے باشندہ تھے۔

ان کا طبقہ تبع تابعین کا ہے، ان کی اکثر روایات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے ہے، خصوصا ثابت بنانی، زیاد بن عبد اللہ نمیری بصری، اور عاصم احول ہیں۔ اور ان سے روایت کرنے والے بھی متعدد راوی ہیں، جیسے: عبید اللہ قواریری، محمد مقدمی، خالد بن خداش، اور یحیی بن کثیر عنبری وغیرہم۔

زائدہ قلیل الروایہ ہیں، اس لئے ان کے شاگرد عبید اللہ قواریری کہتے ہیں کہ: میں نے ان کی تمام روایات لکھ لی تھیں۔ مگر ان کی روایات میں مشاہیر سے روایت کرنے میں سنداو متنادونوں طرح کا تفرد پایا جاتا ہے، جو سبب ضعف قرار دیا جاتا ہے، جبکہ اس راوی کے حفظ وضبط کی ائمہ حدیث کی طرف سے توثیق بھی نہ ہو، پھر تفرد کی جب کثرت ہوتی ہے تو راوی منکر الحدیث ٹھیرایا جاتا ہے۔

تفرد الراوی کا اصول:

زائدہ کی روایات میں اگر غور کریں وہ دو طرح کی ہیں:

۱۔ بعض روایات میں دوسرے راوی مضمون حدیث کی روایت کرنے میں ان کی متابعت کرتے ہیں، تو یہ متابعت کی وجہ سے ان کی روایت کے ضعف میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

۲۔ مگر بعض روایات میں وہ سند اور متن دونوں کے اعتبار سے منفرد ہوتے ہیں، یعنی وہ مضمون کو کوئی دوسرا راوی نقل نہیں کرتا ہے، اس طرح کی روایات محدثین کے نزدیک مقدوح ہوتی ہیں اور شدت ضعف سے ان کو موسوم کیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے زائدہ میں ائمہ نقاد کے کلام میں اختلاف واقع ہونے کی، کہ جنہوں نے بعض روایات میں دوسروں کی متابعت وموافقت دیکھی تو ہلکا سا اطمینان ظاہر کیا کالقواریری وابن عدی، اور جنہوں نے کثرتِ تفرد ملحوظ رکھا، خصوصا جب سند اور متن دونوں کا تفرد ہو، تو انہوں نے جرح کیا، کبقیۃ النقاد: ابن المدینی وابن معین والبخاری وابی حاتم وابی داود والنسائی وابن حبان۔

جرح مخصوص کا اصول:

تفرد الراوی کے ساتھ ایک اور اہم اصول کو بھی دھیان میں رکھنا چاہئے، وہ ہے (جرح مخصوص) یعنی: جب ائمہ نقاد میں سے کوئی ناقد کسی راوی کی کسی مخصوص سند یا متن پر جرح کر کے عدم اعتماد ظاہر کرے، تو وہ جرح مندمل نہیں ہوتا، اور اس مخصوص روایت پر قواعد عامہ (کجواز العمل بالضعیف فی فضائل الاعمال) لاگو کر کے، اس کی تحسین یا تصحیح کرنے کو شش کرنا خلاف اصول ہے، اور صریح غلطی ہے۔

یہاں پر بھی زیر بحث روایت میں جرح مخصوص پایا گیا ہے:

فقد قال البخاریٰ : زائدة بْن أَبِي الرُّقاد، عَنْ زياد النميري وثابت، منكر الحديث-[التاريخ الكبير]

وقال أبو حاتم الرازي : يحدث عن زياد النميري عن أنس أحاديث مرفوعة منكرة ، فلا ندري منه أو من زياد؟ ولا أعلم روىٰ عن غير زياد ، فكنا نعتبر بحديثه -[الجرح والتعديل]

امام بخاری اور ابو حاتم دونوں نے زائدہ کی وہ روایات جو بواسطہ زیاد النمیری کے حضرت انس سے مرفوعا مروی ہیں،ان کو منکر غیر معتبر قرار دیا ہے، تو یہ جرح مخصوص ہے، اور زیر بحث روایت بھی اسی سند سے منقول ہے، بالفرض زائدہ کے بارے میں کہے گئے دیگر جروحات کا اعتبار نہ بھی کریں،تب بھی یہ روایت جرح مخصوص کی بناء پر غیر معتد بہ ہو گی۔

الکلام علی زیاد النمیری:

نیز سند میں زیاد النمیری بھی ہے، جس پر ضعف وعدم اعتماد کا عام حکم لگایا گیا ہے،اور ابن حبان نے (مجروحین) میں جرح خاص سے بھی مقدوح کیا ہے، حیث قال:(منكر الحديث يروي عن أنس أشياء لا تشبه حديث الثقات) تو حضرت انس سے نقل کی گئی روایات پر جرح کیا ہے۔ اگرچہ ابن عدی اور بزار کی رائے زیاد کے بارے میں معتدل ہے، قال ابن عدی : (ولزياد النميري غير ما ذكرت من الحديث عن أنس، والذي ذكرت له من الحديث مَن يرويه عنه فيه طعنٌ، والبلاء منهم لا منه، وعندي: إذا رَوَىٰ عن زياد النميري ثقةٌ فلا بأس بحديثه)، یہاں بھی (اذا روی عنہ ثقۃ) کی قید مفقود ہے ، کیونکہ زائدہ بن ابی الرقاد موثوق نہیں ہے۔

خلاصہ :

یہ ہے کہ اس روایت میں چار علل قادحہ ہیں:

۱۔ ضعف زائدہ بن ابی الرقاد۔

۲۔ ضعف زیاد النمیری۔

۳۔ تفردہما بالسند والمتن۔

۴۔ جرح مخصوص کا اس روایت میں پایا جانا۔

ان امور کی بناء پر اس حدیث کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں ہے، اگر کوئی دعا کو ویسے ہی پڑھنا چاہے تو گنجائش ہے، اس لئے کے دعا کے الفاظ میں کوئی بات خلاف شرع نہیں ہے۔ ہذا ما اراہ، والعلم عند اللہ۔

وحررہ العبد الضعیف محمد طلحہ بلال احمد منیار